اپنی بات

اردو زبان کی اہمیت، ہمہ گیریت اور اس کی پائیداری اور استحکام کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ ایک زمانہ اس کے عدم استحکام اور گردن زدنی کے درپے ہے، لیکن اپنی تیز گامی اور دلوں میں گھر کر جانے والی چاشنی و شیرینی کے باوصف اردو نہ صرف سارے عالم پر چھائی ہوئی ہے، بلکہ اس کی مقبولیت و محبوبیت میں روز بہ روز اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ یہ سب کچھ اس کے تخلیق و تحقیق کے باطنی حسن اور ظاہری خدوخال کے باوصف ہی ممکن ہوسکا ہے، لیکن اس کی محبوبیت اور جاذبیت کو بعض ایسے محققین نے نقصان پہنچایا ہے یا پہنچانے کی کوشش کی ہے، جو تحقیق و تخلیق کے فن میں جلد گراں مایہ یہ خدمات دینے کی ہوس میں دانستہ یا نادانستہ اس کے چہرے کو مسخ کرنے کے ذمہ دار گردانے جانے چاہئیں۔

تخلیق کاروں کی تیز گامی نے جہاں ان کی تخلیقات کو متاثر کیا ہے، وہیں ان کے ذہنوں کو بھی مسموم کیا ہے۔ دراصل کسی بھی اصطلاح کی قطعی تعریف اسی وقت ممکن ہوسکتی ہے، جب اس کی روح تک پہنچا جائے۔ نئے لکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے کی تشریحات و تعبیرات پر اس طرح غور کرے کہ عصری تغیرات اور تجربات اس پر واضح ہوجائیں، پھر فن پارہ تخلیق کرے۔ ایسا اسی وقت ممکن ہے، جب مطالعہ کی میز پر روزانہ خاصا وقت گزارا جائے۔ مطالعے کی وسعت کا اندازہ انھیں اسی وقت ہوگا، جب وہ کوئی تخلیق لکھنے بیٹھیں گے تو الفاظ ان کے سامنے پرا باندھے کھڑے نظر آئیں گے۔

تحقیق کو ایسے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جو اپنے اندر بے پناہ نورانی شعور اور قوت و توانائی رکھتا ہے اور کسی بھی تخلیق وہ چاہے ادبی ہو یا غیر ادبی اس کی ترقی کا زینہ ہے جو تخلیق کی کبھی تصدیق کرتا ہے اور کبھی تردید، ساتھ ہی اس کی تعبیر و تشریح کے اہم فریضے کی انجام دہی بھی اس کے ذمے ہے۔ ہمارے سامنے مسئلہ یہ ہے کہ ہم نہ تحقیق کے معنی پر غور کرتے ہیں اور نہ تخلیق کے ہم جہتی معانی پر۔ بس سند لینے کا ارادہ کیا اور صرف اسی مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے تھوڑی بہت تیاری کی اور کام شروع کردیا۔ اسی وجہ سے نئی تخلیقات و تحقیقات میں معیارات کا فقدان نظر آتا ہے۔ اس کو اسی وقت دور کیا جاسکتا ہے، جب بھرپور مطالعے اور تیاری کے ساتھ یکسو ہوکر یہی کام شروع کریں۔ یہی طریقہ مضامین لکھتے وقت بھی اختیار کرنا چاہیے۔ پہلے موضوع سے متعلق کتابوں اور مصنّفین کی ایک فہرست مرتب کرلیں پھر اپنے وسائل کے اعتبار سے جو کتب دستیاب ہوں ان کا گہرائی اور یکسوئی سے مطالعہ کریں اور پھر قلم و کاغذ سے رشتہ جوڑیں۔ بصورتِ دیگر وہ مضمون یا متعلقہ کتاب نہ تحقیق و تخلیق میں کوئی اضافہ ثابت ہوگی اور نہ دیر تک یاد ہی رکھی جائے گی بس کچھ وظیفہ خوار قسم کے افراد تعریفوں کے ڈونگرے برسائیں گے اور مصنف کو ہوسکتا ہے داد و دہش سے بھی نوازا جائے، لیکن جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، یہ اردو ادب کی کوئی خدمت نہیں ہوگی۔

برصغیر کے ممتاز طنز و مزاح نگار مشتاق احمد یوسفی پوری اردو دنیا نہ صرف اردو برادری، بلکہ کسی بھی زبان کے ادب کو تپتے ہوئے ریگستان میں بے یارو مددگار چھوڑ گئے۔ دُعا کرنی چاہیے ان کے جانے سے اردو ادب اور طنز و مزاح کے میدان میں جو خلا پیدا ہوا اس کے ازالے کی کوئی صورت پیدا ہوجائے۔ حالاں کہ بہ ظاہر دور دور اس کے آثار نظر نہیں آتے کہ ان جیسا کہاں تلاش کریں اور کہاں ڈھونڈیں۔

لیکن اگر ان جیسا نہیں تو اس قبیل کا کوئی سخنور تو سامنے لایا جائے، یہی انھیں سچا خراجِ عقیدت ہوگا۔ 'ایوانِ اردو' ان کی ظریفانہ اعلیٰ خدمات کو خراجِ عقیدت کے طور پر 'گوشۂ مشتاق احمد یوسفی' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اُمید ہے قارئین محظوظ ہوں گے اور اپنی قیمتی آرا سے 'ایوانِ اردو' کو آگاہ کریں گے۔ 'ایوانِ اردو' آپ کے تاثراتی خطوط کا منتظر ہے۔

اردو اکادمی، دہلی کی سرگرمیاں پوری شد و مد کے ساتھ جاری ہیں۔ توسیعی خطبہ، اردو سرٹیفکیٹ کورس اور جشن آزادی کے موقع پر مشاعرے کو دہلی کے ایک بڑے طبقے نے پسند کیا ہے اور وہ اس سے محظوظ بھی ہوئے ہیں، قارئین کے لیے ان کی رپورٹ 'خبر نامہ' کے تحت پیش کی جارہی ہیں تاکہ دہلی سے باہر کے محبانِ اردو بھی اکادمی کی سرگرمیوں اور مشاعرے کے پسندیدہ اشعار سے لطف اندوز ہوسکیں۔

—ادارہ